© rasailojaraid.com

سب تحریکیں جن کا اس کتاب میں ذکر ہے، کیوں ناکام رہیں، اور اُن سے خاطر خواہ نتائج نہ نکلے۔ مقدمہ نگار لکھتے ہیں "یہ کتاب اس سارے دور کا ایک مختصر سا مرقع ہے۔ اس میں خلافت تحریک سے لے کر مسجد شہید گنج اور خاکساروں کے ذبح عظیم تک کے تمام اہم واقعات مجملاً آگئے ہیں۔ عطا صاحب کا اپنا ایک منجھا ہؤا اسلوب تحریر ہے۔ جس میں روانی ہے اور خلوص ہے اور پھر یہ داستانیں خود ان کی ہیں جنہیں ان کے قلم نے اُن کے خون جگر سے لکھا ہے۔ امید ہے یہ کتاب بڑی دلچسپی سے پڑھی جائے گی"

ضخامت ۳۱۴ صفحے۔ قیمت ۵ روپے

ناشر۔ سندھ ساگر اکاڈمی۔ چوک مینار۔ انارکلی، لاہور۔

ہمایوں نامہ

تصنیف گلبدن بیگم بنت بابر شاہ۔ ترجمہ رشید اختر ندوی۔ ناشر سنگ میل پبلیکیشن شاہ عالم مارکیٹ، لاہور۔ قیمت پانچ روپے

فاضل مترجم نے "حرف آغاز" میں لکھا ہے کہ برٹش میوزیم میں گلبدن بیگم کی اس تصنیف کا ایک نسخہ تھا جو اس کتاب کا دنیا میں واحد نسخہ ہے۔ مسز انیٹے اور ان کے شوہر نے اس کا فارسی متن پہلی بار شائع کیا، اور اس کے ساتھ اس کا انگریزی ترجمہ بھی کیا۔

جناب رشید اختر ندوی نے اس فارسی متن کو اردو میں منتقل کیا ہے۔ شروع میں صـ۹ سے صـ۱۴۸ تک ہمایوں نامہ کا اردو ترجمہ ہے۔ پھر صـ۱۵۱ سے صـ۲۶۲ تک فارسی متن ہے۔ اس کے بعد ہمایوں نامہ کے انگریزی ترجمہ کا جو دیباچہ تھا، اس کا کہیں کہیں حذف و اضافہ کے ساتھ آزاد ترجمہ دیا گیا ہے۔ کتاب کی کل ضخامت ۲۸۴ صفحے کی ہے۔

جہاں تک اصل کتاب کا تعلق ہے، اُس کی غیر معمولی افادیت و اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے جناب رشید اختر ندوی نے "ہمایوں نامہ" کے فارسی متن اور انگریزی دیباچہ دونوں کا بڑا اچھا ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ صاف و رواں ہے اور اس کا اسلوب بڑا دل کش ہے۔ ہمارے خیال میں اگر کتاب کے شروع میں گلبدن کے مختصر سے حالات آجاتے، جو اس وقت کتاب کے آخر میں دوسرے مضمون سے گڈ مڈ ہیں تو زیادہ اچھا رہتا، اور قاری کی دلچسپی اس کتاب سے اور بڑھ جاتی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۹۱۱ء میں یک بارگی مسلمانوں میں ایک لہر اُٹھتی ہے۔ وہ حرکت میں آتے ہیں۔ اُن کے بڑے بڑے جلسے ہونے شروع ہوتے ہیں، جن میں، تیز تقریریں کی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کے بعض اخبارات نکلتے ہیں۔ جو حکومت پر سخت تنقید کرتے ہیں۔ انگریزی پڑھے ہوئے عوام میں آتے ہیں۔ علماء سیاسی تقریریں کرتے ہیں اور پورے برصغیر کے مسلمانوں میں ایک اضطراب اور ایک ہیجان برپا ہو جاتا ہے۔

یہ وہ سال ہے جب اٹلی نے طرابلس پر حملہ کر دیا تھا، اور برطانیہ نے ترکی کی فوجوں کو جس کی سلطنت کا طرابلس ایک حصہ تھا، مصر سے، جو قانونی طور پر ترکی کے تابع تھا، اور انگریزی فوج اس پر زبردستی سے مسلط تھی۔ گزرنے سے روک دیا تھا۔ اور اسی طرح جہاں مسلمان ترکی کی حمایت میں اٹلی سے برافروختہ تھے، وہاں وہ اسی برصغیر میں ۱۸۵۷ء کے بعد پہلی دفعہ عوامی سطح پر انگریزوں کے خلاف بھی غم و غصہ کا اظہار کرنے لگے تھے۔

جنگ طرابلس کے بعد جنگ بلقان ہوئی۔ جس میں بلقان کی عیسائی ریاستوں نے خود قسطنطنیہ پر دھاوا بول دیا تھا اس کے بعد پہلی جنگ عظیم کا آغاز ہوا، جو ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک جاری رہی، جس کے دوران برطانیہ اور اس کے حلیفوں نے عراق، شام اور فلسطین فتح کر لئے۔ سرزمین حجاز بالواسطہ اُن کے زیر اثر آگئی۔ ترکی خلیفہ اُن کا قیدی بن گیا۔ اور دنیائے اسلام جو کوئی ایک سو سال سے یورپی یلغار کا مقابلہ کر رہی تھی، اس کا آخری مورچہ سر ہو گیا، اور اس ربع مسکوں پر کوئی ایسا مسلمان ملک نہ رہا جو بالواسطہ یا براہ راست یورپ کی کسی نہ کسی عیسائی حکومت کا غلام نہ ہو گیا ہو گا۔

۱۹۱۸ء میں جب پہلی جنگ عظیم ختم ہوئی اور برصغیر کے مسلمانوں نے دنیائے اسلام کو اس بُرے حال میں پایا تو اُن کے ہاں انگریزی حکومت کے خلاف ایک سخت ردِ عمل ہوا، جس نے اس زمانے میں تحریک خلافت، تحریک ترک موالات اور آل انڈیا کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت کی شکل اختیار کی۔

زیر نظر کتاب کا آغاز ہماری ملی تاریخ کے اس دور سے ہوتا ہے اس ضمن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں مصنف لکھتے ہیں :-

"ہندوستان میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالباری فرنگی محل، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، مولانا محمود الحسن، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اور مولانا ظفر علی خاں نے تحریک خلافت کا آغاز کیا۔ برصغیر ہند و پاک میں مسلمانوں کی یہ پہلی عمومی اور منظم تحریک تھی، جس نے برطانوی سامراج کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا"

یہ تحریک کتنی ہمہ گیر تھی اس کا ذکر مصنف ان الفاظ میں کرتے ہیں :-

"یہ تحریک اُبھری اور دیکھتے ہی دیکھتے سیلاب کی طرح ہندوستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر بلکہ قریہ قریہ میں پھیل گئی۔ سرفروشانِ اسلام اور رضا کارانِ تحریک خلافت کا ایک سیلاب تھا کہ اُمڈا چلا آتا تھا"

اندازہ یہ ہے کہ اس تحریک میں کوئی تیس ہزار مسلمان جیلوں میں گئے، اور جو انھوں نے سختیاں اٹھائیں ان کا تو حساب نہیں۔ اشرف عطا صاحب نے صحیح لکھا ہے کہ اس تحریک کا ملک کے اندر اور ملک کے باہر بڑا اثر پڑا۔ وہ لکھتے ہیں :-

"حقیقت یہ ہے کہ تحریک خلافت نے بین الاسلامی سیاسیات پر گہرا اثر ڈالا اور اس سے ہندوستان میں ہی نہیں، بلکہ ایران، عراق، مصر وغیرہ میں بھی آزادی کی تحریک کو تقویت پہنچی اور افغانستان میں امان اللہ خاں نے انگریزی اثر و نفوذ کا خاتمہ کر کے افغانستان کی مکمل آزادی کا پرچم لہرایا"

خود ترکوں کو دوبارہ اپنی آزادی بحال کرنے میں برصغیر پاک و ہند کی اس تحریک سے جو مدد ملی وہ تو ظاہر ہے ہی۔ ہندوستان برطانوی سامراج کا سب سے بڑا اڈا تھا۔ اگر اس وقت یہاں یہ تحریک نہ چلتی تو انگریزوں کے لئے مصطفیٰ کمال سے نمٹنا چنداں مشکل نہ تھا۔

افسوس مسلمانانِ پاک و ہند کی اتنی عوامی، اس قدر منظم اور اس زبردست تحریک

© rasailojaraid.com